زکوٰۃ و عشر کے چند مسائل اور اُن کے جوابات

سید نور حسین شاہ کیلیانوالہ سے لکھتے ہیں :

"محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نظام عشر کی وضاحت چاہتا ہوں، مندرجہ ذیل مسائل کو پیشِ نظر رکھ کر جوابِ باصواب سے آگاہ فرمائیں ـــ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء!

۱۔ گندم چاول وغیرہ جو اجناس ہیں، ان کی کل پیداوار کا ۲۰/۱ دینا ہے یا کہ تیل، کھاد کا خرچہ اور وہ مزدوری، جو کہ فصل کی کٹائی کے وقت مزدوروں کو دی جاتی ہے، علیحدہ کر کے؟ ـــ واضح رہے کہ گندم کی کٹائی کے وقت مزدور مزدوری لیتا ہے، بعد میں تھریشر مشین والا بھی مزدوری لیتا ہے۔ اسی طرح چاول کی فصل کی کٹائی کے وقت یا تو مزدور مزدوری لیتا ہے اور یا کمبائن مشین والا ـــ کیا یہ مزدوریاں ادا کر کے باقی میں سے عشر ادا کیا جائے گا یا کل فصل پر؟

۲۔ گنا کی فصل پر تیل کھاد کا خرچہ الگ ہوتا ہے، بعد میں اس کی کٹائی، صفائی، لوڈ کروانے اور مل تک پہنچانے کا خرچہ الگ ہوتا ہے ـــ وضاحت فرمائیں کہ کون سا خرچ منہا کر کے عشر ادا کیا جائے گا، یا کل فصل کا عشر ادا کرنا ہو گا؟

۳۔ چارے کی فصل ایک تو وہ ہے جو اپنے جانوروں کے لیے بوئی جاتی ہے، اگر کچھ بچ جائے تو فروخت بھی کر دی جاتی ہے ـــ کیا اس تمام فصل کا عشر ادا کرنا ہے، یا محض فروخت ہونے والی کا، یا کسی کا بھی نہیں؟

دوسری چارے کی فصل وہ ہے جو پہلے دن ہی بیچنے کی نیت سے کاشت کی جاتی ہے۔ اس پر بھی اخراجات اٹھتے ہیں، کیا اس کل کا عشر

ادا کرنا ہوگا یا خرچہ منہا کر کے ؟

۴- اسی طرح سبزیاں کچھ لوگ صرف اپنی ضرورت کی خاطر کاشت کرتے ہیں، اگر گنجائش ہو تو بیچ بھی لیتے ہیں ــــ جبکہ کچھ لوگ کاروباری لحاظ سے صرف بیچنے کی خاطر کاشت کرتے ہیں۔ اسے منڈی تک لے جانے کے لیے اس کی مزدوری، محصول اور آڑھت وغیرہ بھی ادا کرنا پڑتی ہے ــــ ان کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اگر ادا ہوگی تو کتنی ؟

۵- کیا وہ کاشتکار، جس کی اپنی ملکیتی زمین بھی ہے اور ساتھ ہی وہ کسی سے حصے یا ٹھیکے پر بھی لے لیتا ہے، ساری زمین کی فصل کی زکوٰۃ ادا کرے گا یا صرف اپنی زمین کی فصل پر ؟

والسلام !"

الجواب بعون اللّٰہ الوہّاب :

سائل کے سوالات کے نمبروار جواب دینے کے بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے اصول ذکر کر دیے جائیں جن کی روشنی میں زکوٰۃ وعشر سے متعلق جملہ مسائل ان شاء اللہ حل ہو جائیں گے ــــ یہ اصول درج ذیل ہیں :

۱- زکوٰۃ وعشر کی شرح میں شریعتِ مطہرہ نے جو مصلحت پیشِ نظر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ محنت کم ہو تو شرح زکوٰۃ زیادہ ہوتی ہے۔ اور محنت زیادہ ہو تو شرح زکوٰۃ علی الترتیب کم ہوتی جاتی ہے۔ رکاز میں شرح زکوٰۃ ۲۰ فیصد یا پانچواں حصہ ہے۔ رکاز سے مراد دفینہ یا کوئی مدفون خزانہ ہے۔ پھر اس میں وہ اموال بھی شامل ہوتے جاتے ہیں جو بلا محنت حلال طریقہ سے ہاتھ لگ جائیں۔ مثلاً کسی شخص کو کسی ایسی میت کے ورثہ میں حصہ ملے جس کی اسے قطعاً توقع نہ تھی، یا کوئی گری پڑی چیز مل جائے جس کا مالک تلاش کے باوجود نہ مل سکے۔

دوسرے نمبر پہ بارانی زمین یا ایسی زمین ہے جو نہروں یا دریاؤں وغیرہ کے قرب وجوار میں واقع ہو اور وہاں آب پاشی کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ ایسی زمین کی پیداوار کی شرح ۱/۱۰ یا دس فیصد ہے، حالانکہ ایسی زمین میں کسان کو ہل بھی چلانا پڑتا ہے اور کٹائی بھی کرنا پڑتی ہے۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہ محنت خود کرے یا اجرت دے کر کسی دوسرے سے

کروائے۔

تیسرے نمبر پر چاہی زمین ہے جس میں آبپاشی کی محنت یا خرچہ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے — آب پاشی خواہ کنوئیں سے ہو یا نہروں سے یا ٹیوب ویل کے ذریعہ — اب اس قسم کی پیداوار پر چونکہ محنت یا اخراجات بڑھ جاتے ہیں، اس لیے اس کی شرح زکوٰۃ بھی بارانی سے نصف رہ جاتی ہے، یعنی ۲۰/۱ یا پانچ فیصد- اسے بھی عرفِ عام میں عشر ہی کہہ دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ شرح عشر کا نصف ہوتا ہے۔

چوتھے نمبر پر اموال اور بچتوں پر زکوٰۃ ہے۔ ان پر چونکہ محنت اور خرچ اور بھی زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اس کی شرح مزید آدھی یعنی ۴۰/۱ یا ½۲ % رہ جاتی ہے۔

مندرجہ بالا تصریح سے سائل کا یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ پیداوار پر اٹھنے والے مصارف زکوٰۃ سے وضع نہیں کیے جائیں گے — پہلے لوگ یہ مختلف قسم کی محنت خود کر لیا کرتے تھے، آج کے دور میں پیداوار کی افزائش کی بناء پر انھیں محنت کے بجائے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

۲- دوسری قابلِ وضاحت بات یہ ہے کہ ہر محلِ نصاب پیداوار کا ایک مقررہ نصاب ہے۔ مثلاً گندم اور چاول وغیرہ کا نصاب پانچ وسق ہے جو ہمارے حساب سے اندازاً ۲۰ من بنتے ہیں، اور یہ کاشتکار کے گھر کا خرچ ہی سمجھا جائے گا۔ اگر فصل اس سے کم ہو تو زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی، اور اگر زیادہ ہو تو پھر ساری فصل پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

۳- تیسری بات یہ ہے کہ جو فصل صرف اپنی ذاتی ضرورت کے لیے کاشت کی جائے، مثلاً چارہ کی فصل جو اپنے ہی مویشیوں کے لیے بوئی جائے تو اس پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ صرف اس فصل پر ہوگی جو قابلِ فروخت ہو یا اس نیت سے بوئی جائے۔

۴- چوتھی بات یہ ہے کہ پیداوار کی زکوٰۃ کا وقت وہ ہوتا ہے جب کٹائی ہو جائے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ" (الانعام: ۱۴۲)

"اور پیداوار سے اللہ کا حق پیداوار کی کٹائی کے دن ادا کرو۔"

لہٰذا جب کٹائی ہو جائے، اس وقت زکوٰۃ کا حساب کر لیا جائے۔ پھر اسے منڈی تک پہنچانے یا گنے کی فصل کو مزید صاف کرانے اور مل پر لے جانے کا جو خرچہ ہوگا،

زکوٰۃ کے اموال ۔ خرچہ اسی زکوٰۃ کے مال پر پڑے گا، یعنی پیداوار کے بیسویں حصے پر جتنے اخراجات اٹھیں گے۔ وہ اسی زکوٰۃ کے مال سے وضع کیے جائیں گے (جبکہ زکوٰۃ کے علاوہ مال کے اخراجات کاشتکار خود برداشت کرے گا)

۵ - پانچویں بات یہ ہے کہ زکوٰۃ صرف ان پھلوں اور سبزیوں پر ہے جو سٹور کیے جا سکتے ہیں، مثلاً کھجور اور انگور پر زکوٰۃ کی تفصیل کتبِ احادیث سے ملتی ہے۔ انگور کشمش اور منقیٰ کی شکل پر سٹور کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں ایسے تمام پھل آجاتے ہیں جنھیں خشک یا سٹور کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ سبزیاں بھی جو جلد خراب نہیں ہوتیں، مثلاً آلو، لہسن، پیاز وغیرہ۔ اور جو سبزیاں جلد خراب ہو جاتی ہیں، ان پر اکثر علماء کے نزدیک پیداواری زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی، بلکہ تجارتی زکوٰۃ عائد ہوگی، یعنی سال میں صرف ایک دفعہ بچت پر زکوٰۃ بحساب ۲½٪ ہوگی۔

۶ - چھٹی بات یہ ہے کہ حصہ یا ٹھیکہ پر لی ہوئی زمین کا حساب اسی طرح ہوگا جس طرح بکریوں کے ریوڑ کے خلیط (شرکاء) زکوٰۃ ادا کرنے میں حصہ دار ہوتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک کسان نے کسی زمیندار سے زمین ۱/۳ کی شرط پر لے رکھی ہے، یعنی تیسرا حصہ فصل مالک زمین کی اور باقی ۲/۳ حصہ کاشتکار کی، تو کل فصل پر زکوٰۃ کا تیسرا حصہ مالکِ زمین ادا کرے گا اور ۲/۳ حصہ کسان۔ اسی طرح اگر کسی نے ۵۰۰۰/ روپے سالانہ ٹھیکہ پر زمین لے رکھی ہے تو زمین کی پورے سال کی پیداوار میں سے مالکِ زمین صرف پانچ ہزار کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا پابند ہے، باقی پوری زکوٰۃ کاشتکار کے ذمہ ہوگی۔

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب!

- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں —— آپ کی ادنیٰ سی توجہ ہمیں آپ کے حکم کی تعمیل میں غیر ضروری محنت اور تضیعِ وقت سے بچائے گی!
- "حرمین" ایک دینی، اصلاحی، تبلیغی جریدہ ہے —— اس کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں!

(مینجر "حرمین")